مولانا مفتی محمد سعید صاحب سراجی۔ رحیم یار خان

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ
تذکرہ و سوانح اور تعلیمات

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہفتہ کی شب کو مغرب کے بعد ۱۲۴۴ھ میں کلاچی ڈیرہ اسمٰعیل خان کے قصبہ لونی میں ہوئی۔ جب سن تمیز کو پہنچے تو آپ کے والد ماجد نے جو نہایت صالح بزرگ تھے آپ کو تحصیل علوم دینیہ کے واسطے گھر سے رخصت کیا۔ علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد اہل اللہ کی محبت آپ کے دل میں جاگزیں ہوئی۔ جستجو اور تلاش کے بعد آپ حضرت قبلہ اسرار العارفین حضرت خواجہ حاجی دوست محمد صاحب قندہاریؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کی عمر ۷۰ سال دو ماہ اور ۱۳ روز ہے۔

بیعت کے بعد سے تمام عمر شیخ کی خدمت میں رہے آپ کو اپنے پیر و مرشد سے ایک والہانہ محبت تھی ہر وقت اپنے شیخ کی خدمت کا خیال دامن گیر رہتا تھا۔ یہاں تک کہ بارہا خانقاہ موسیٰ زئی کے کاموں کے واسطے بوقت صبح ڈیرہ اسمٰعیل خان تشریف لاتے اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی مرضی کے مطابق تمام کام سرانجام دے کر واپس خانقاہ پہنچ جاتے۔ موسیٰ زئی اور ڈیرہ اسمٰعیل خان کا فاصلہ تقریباً ۷۰ کلومیٹر ہے۔ غلبہ جذب اور شدت ذوق و شوق کی وجہ سے کسی بھی تکلیف کا احساس نہ ہوتا تھا۔ اکثر خراسان اور ہندوستان کے سفر میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر فیوضات حاصل کرتے رہے۔ اگرچہ حاجی صاحب کے خلفاء اور بھی تھے مگر پیر و مرشد کے ساتھ آپ کو بے حد قلبی محبت اور باطنی لگاؤ تھا۔ علاج معالجہ میں بھی آپ پیش پیش رہتے تھے۔ غرض حتی المقدور اپنے شیخ کی خدمت کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔

بیعت ہونے سے پہلے ظاہری علم کی تکمیل کر چکے تھے۔ لیکن بیعت ہونے کے بعد علم حدیث، علم اخلاق، علم سیر و علم تصوف کی سند اپنے پیر و مرشد سے حاصل کی۔ نقشبندیہ، مجددیہ، قادریہ، اور چشتیہ وغیرہ کا مکمل سلوک اپنے شیخ سے حاصل کر کے اجازت کلی سے مشرف ہوئے۔

جب حاجی دوست محمد صاحب قندہاری کے مرض نے شدت اختیار کی تو آپ نے جناب خواجہ حاجی محمد عثمان دامانیؒ

کو بلا کر اپنا خلیفہ و نائب مقرر کیا۔ خانقاہ شریف موسیٰ زئی۔ خانقاہ شریف دہلی اور خانقاہ خراسان حضرت خواجہ محمد عثمان کی تولیت میں دے دی۔

اپنے شیخ کی وفات کے بعد آپ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ تین سال بعد چند احباب کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کا اس قدر غلبہ ہوا کہ در و دیوار سے محبوب کی صورت کا مشاہدہ ہونے لگا۔ کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تاکہ معدہ خالی رہے اور اس طرح دیار حبیب کی چپہ چپہ زمین کا ادب و احترام قائم رہ سکے۔ اسی حالت میں تقریباً اس پاک و مقدس سرزمین پر گیارہ روز تک قیام فرمایا۔

تبلیغ۔ اس مبارک سفر کے بعد تبلیغ کی کوشش میں کمربستہ ہو گئے۔ تبلیغ کی خاطر جگہ جگہ کا سفر کیا۔ خراسان داماں اور مختلف شہروں اور مقامات کے لوگوں کو بیعت سے مشرف فرمایا۔ آپ سنت اور ظاہری شریعت کی متابعت پر بہت زور دیتے۔ چنانچہ آپ کے جتنے خدام تھے وہ سب کے سب اپنے اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، سونے حتیٰ کہ تمام امور میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے تھے اور نصیحت کرتے کہ دوستو اللہ کی عبادت اور اس کے ذکر و اذکار سے کبھی غفلت نہ کرو بلکہ تمہارا ایک سانس بھی غفلت میں گذرنے نہ پائے یہ شعر بارہا زبان مبارک سے ادا فرماتے تھے ؎

ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکی دل ز ذکر رحمٰن است

یعنی جب تک جان میں جان ہے مدام اللہ کا ذکر کرتا رہ کیونکہ اللہ ہی کے ذکر سے دل پاک و صاف ہوتا ہے۔

خانقاہ عالیہ کا خرچ توکل پر — خانقاہ عالیہ کے خرچ اخراجات کے لئے کوئی ظاہر ذریعہ نہ تھا لیکن پھر بھی خانقاہ شریف میں چالیس پچاس آدمی مستقل رہائش رکھتے تھے اور اتنے ہی آدمی آتے جاتے رہتے تھے سالانہ جلسہ کے ایام میں مخصوص اوقات میں مہمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کبھی خرچ میں کمی کی شکایت پیدا نہ ہوئی ان حالات کے پیش نظر بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ یا تو کیمیا گر ہیں یا آپ کے پاس دست غیب کا کوئی عمل ہے۔ مگر یہ سب کچھ محض فضل رب تھا۔ کبھی کسی امیر سے نذرانہ قبول نہیں کیا۔ لنگر کا تمام خرچ اللہ کے توکل پر چلتا تھا۔

ایک دفعہ کڑی افغاناں قوم توخی لٹک کے لوگوں نے متفقہ طور پر مل کر عرض کی کہ حضور لنگر کے خرچ کے لئے ایک کاریز اور زمین جو کہ ہم لوگوں کی ملکیت ہے حضور کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی قیمت تقریباً دس ہزار روپیہ ہے جس کی سالانہ آمدنی دو ہزار ہے۔ آپ کی مہربانی ہوگی اگر آپ قبول فرمائیں۔ مگر آپ نے قبول کرنے

سے انکار کر دیا اور فرمایا ؎

دوست ما را زر دہد منت نہد
رزاق ما رزق بے منت دہد

عجز و انکساری حالانکہ آپ کے ہزاروں مرید تھے لیکن کبھی پیری یا شیخی کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ اپنے آپ کو اپنے شیخ حضرت خواجہ دوست محمد قندہاری کی خانقاہ شریف کا خادم بتانے پر فخر محسوس کرتے تھے۔ کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ کبھی فتویٰ وغیرہ نہ دیتے تھے۔ فرماتے تھے میں تو درویش ہوں فتویٰ دینا مفتیوں کا کام ہے حالانکہ آپ عالم باعمل تھے اور آپ کا کتب خانہ اتنا بڑا تھا کہ اس قدر کتابیں پنجاب اور ہندوستان کے کسی کتب خانہ میں موجود نہ تھیں۔ جو لوگ آپ سے دعا کے طالب ہوتے، آپ بھی ان سے اپنے اور اپنے صاحبزادے کے لئے دعائیں طلب فرماتے۔

وصال سے چند سال پیشتر کی حالت وصال سے پانچ سال پہلے احباب، درویشوں اور عزیز و اقارب سے تعلق قطع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ فرماتے تھے اب تو یہ دل چاہتا ہے کہ گوشہ تنہائی اختیار کر لوں۔ میرا اب آخری وقت ہے لیکن کیا کیا جائے لوگ دور دراز کا سفر طے کر کے باطنی فیض کے لئے فقیر کے پاس آتے ہیں لہذا تنہائی اختیار کرنا میرے لئے مناسب نہیں۔ کبھی کبھار فرماتے بس میری حالت تو ایسی ہے کہ قبر کے کنارے اور لحد میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں۔

نصائح ۔ وصال سے ایک سال پیشتر قرب و جوار سے آنے جانے والوں کو مختلف قسم کی نصیحتیں فرماتے:۔

اے دوستو! اس ملاقات کو آخری ملاقات خیال کریں۔ پھر شاید ملنا ہو یا نہ۔ یہ عارضی زندگی بہت قیمتی ہے اس کو غفلت میں نہ گذارو ہمیشہ اللہ کے ذکر اذکار میں مشغول رہو اور مولیٰ کی یاد میں ہمہ تن مصروف رہو۔ پس ظاہری و باطنی کا فائدہ اسی میں ہے۔ بندہ کا کام بندگی کرنا ہے۔ خبردار غفلت میں کوئی لمحہ بھی گذرنے نہ پائے ورنہ آخرت میں پچھتانا پڑے گا۔ اور یاس و ناامیدی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

ملا نیازی صاحب کو جو بہت عمر رسیدہ تھے نصیحت فرمائی کہ میری حالت پر غور کرو اور عبرت حاصل کرو دیکھو آخرت کے غم کو دل سے نہ بھلانا اور اس لمبے سفر کے لئے کچھ نہ کچھ توشہ ضرور جمع کرنا۔

شیخ شہزادہ صاحب کو فرمایا:۔ دیکھئے میری حالت کا پہلے سے مقابلہ کیجئے۔ بہاں کی میری وہ تیز رفتاری کہاں گئی میری خوش بیانی اور خوش کلامی آہ کدھر ہے۔ میری طاقت جسمانی اور میری فہم معانی کہاں ہے میری قوت و حواس جاتی۔ خبردار خبردار میری حالت زار سے عبرت حاصل کرو

۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ منگل کے روز بوقت اشراق حضرت نے اس دار فانی سے جہان جاودانی کا سفر اختیار کیا۔ اور اپنے جان نثاروں کو بے کسی اور بے بسی کے عالم میں چھوڑ گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

وفات کے وقت تمام وجود مبارک سے ذکر جاری تھا۔ آخری سانس کے ساتھ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ زبان مبارک سے نکلا۔ آپ کے وصال پُر ملال پر دوست احباب پر جو رنج والم کا عالم طاری تھا وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے کسی پر جذب کی حالت طاری تھی تو کسی پر سکتہ کا عالم۔ کوئی گریہ وزاری کر رہا تھا تو کوئی دل تھامے ہوئے دم بخود تھا۔ کوئی اللہ ھو کے نعرے لگا رہا تھا کوئی حق حق کے۔

کسی کی زبان پہ یہ الفاظ تھے۔ میرے خواجہ میرے ہادی، میرے شیخ، میرے آقا آہ! اب وہ صحبت کہاں۔ کسی گوشہ سے یہ آواز سنائی دے رہی تھی۔ صبر کرو۔ کلُّ نفسٍ ذائقۃ الموت

در دلم بود کہ ہر گز نہ شوم از تو جدا
چہ کنم چارہ ندارم کہ خدا کرد جدا

ذیل میں حضرت کے چند ارشادات پیش خدمت ہیں۔

○ لوگوں کی غلط رسموں خوشی بیاہ پر فضول خرچی جیسا کہ رواج ہے پرہیز کرنا چاہیے۔

○ سوالِ جلی سے سوالِ خفی بدتر ہے۔ سوال جلی سے نفس ذلیل ہوتا ہے اور سوال خفی میں نفس بدستور فخر و غرور میں مبتلا رہتا ہے بلکہ الٹا احسان مسئول علیہ پر جتاتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں نام نہاد پیر صاحبان جو بظاہر لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں اصل میں ان کی غرض دوسری ہوتی ہے۔

○ نیت کی باگ ہاتھ سے نہ دے یعنی اپنے پیر و مرشد پر یقین محکم اور شیخ کا رابطہ اور تصور محکم پکڑے تو تب حقیقی مقصد پر فائز ہو گا۔

○ تاریک رات کو ذکر و فکر کے ساتھ زندہ رکھ۔ حدیث شریف میں نیند کی جگہ قبر ہے۔

○ خطرات وسوسوں کے ہجوم سے دل تنگ نہ ہوں۔ ذکر کے ساتھ شغل رکھیں وساوس اور خطرات کے دفعیہ کے لیے استغفار کثرت سے کیا کریں۔

بقیہ ارکان مسلمان کے ص ۵۹ سے

میں اپنی اپنی دینی اور اخلاقی ذمہ داریاں پوری کریں۔ اور ارکان برما میں اسلامی جہاد کے لئے قائم شدہ تنظیموں کا جائزہ لینے کے بعد ان کا ہر طرح سے تعاون کریں اس لئے کہ آج تک یہ تنظیمیں مالی، سیاسی اور اخلاقی تعاون نہ ملنے کی وجہ سے خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ کر سکیں ان کی فریاد پر نہیں تو احکام خداوندی کے تحت بھی آپ حضرات پر ان مظلوموں (مسلمانوں) کی مدد کرنا ضروری ہو جاتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے ہو جو فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا فرما دے۔" (النساء ۷۵)